Paigham Sulh, 21 February 1923
www.abdulhaq.info/articles/hinduism/

مولوی عبد الحق صاحب کا خط

ضلع متھرا میں بھی حالت کسیقدر خراب ہے۔ نراونی۔ اوندھی۔ نوگاؤں پر تھم بتیرہ دیہات نے کچھ لوگ ہندو مذہب کیطرف آریوں کے بہکانے سے مائل ہوگئے ہیں۔ ان سے ملکر میں نے گفتگو کی ہے۔ اسلام سے ان کو دو باتوں نے بدظن کیا ہے۔ ایک تو مولویوں کی نفس پروری اور بد چلنی نے اور دوسرے بعض مسلمانوں کے ناروا سلوک نے۔ اس ضلع میں فساد کی بنا اوندھی ایک گاؤں ہے۔ جو متھرا سے آگرہ جاتے ہوئے چھٹ تا اسٹیشن سے دو کوس کے فاصلہ پر ہے۔ یہ گاؤں شہر متھرا کے ایک سود خوار پٹھان کے پاس عرصہ پچیس سال سے رہن ہے۔ مگر رہن کی میعاد درحقیقت ۱۶½ سال تھی۔ مگر اس نے پچیس سال گذر جانے پر بھی اسکو رہا نہیں کیا۔ اس بنا پر گاؤں کے کاشتکاروں اور اس افغان میں مقدمہ چلا۔ شومئے قسمت سے کاشتکار تین جگہ سے الہ آباد تک ہار گئے۔ غریب لوگوں کا بہت سا روپیہ اس پر خرچ ہوا۔ آخر الہ آباد کی ہائیکورٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ اس مقدمہ کو دیوانی میں لیجاؤ۔ اب یہ لوگ بہت حیران تھے۔ کہ اسقدر تو روپیہ خرچ کیا گیا۔ مگر بنا بھی کچھ نہیں اور آئندہ دیوانی میں پھر روپے کی ضرورت ہے۔ آریوں کو اس واقعہ کی اطلاع مل گئی۔ انہوں نے وہاں پہنچکر لوگوں کے ساتھ بہت کچھ ہمدردی کا اظہار کیا۔ اور کاغذات کی نقول وغیرہ لیکر انہوں نے وعدہ کیا۔ کہ ہم مسٹر سی آر داس اور فلاں اور فلاں سے مشورہ کرکے یہ مقدمہ اپنے ہاتھوں میں لیکر خود سارے اخراجات کی ذمہ داری لیتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اس کے مسلمانوں سے ان کو بدظن کرنے کا خاصہ موقع ملگیا کہ دیکھو یہ ہیں تمہارے بھائی کہ جن کے ساتھ تم ملتے ہو۔ کہ وہ ویسے تو کہتے ہیں۔ کہ سود حرام ہے مگر اب سود در سود لگاتے چلے جاتے ہیں۔ جہلم کی ایک تقریب پر اردگرد کے مختلف دیہات میں لوگ جمع تھے اور اس موقع پر آریوں کو انہیں گمراہ کرنے کا خاصہ موقع مل گیا۔ دوسری وجہ یہ ہوئی کہ علیگڈھ اور اٹاوہ کے دوسرے مسلمان ملکانوں نے ان لوگوں کی حالت خراب دیکھکر کہ سر پر چوٹیاں رکھنا نہیں چھوڑتے اور بیاہ شادی میں جہاں مولوی صاحب نکاح پڑھنے آتا ہے۔ وہاں پنڈت بھی کریا کرم کے لئے بلا لیا جاتا ہے۔ اور اکثر ہی اکثر ہندوانہ ہیں۔ ان کے ساتھ قطع تعلق کر لیا اور کھانا پینا لڑکیاں دینا لینا بند کرکے ان کو کافر کہنے لگ گئے۔ یہ بھی ایک بات آریوں کو مل گئی۔ اور انہوں نے ان کو کہا کہ جب آپکی برادری نے آپ لوگوں کو خارج کر دیا ہے تو آپ ہم لوگوں ہی مل جائیں۔ ہم آپ کو انگریزی پڑھی ہوئی لڑکیاں انٹرنس پاس اور مڈل پاس دینگے۔ اس وعدہ سے بھی بعض من چلے لوگوں کے منہ میں پانی بھر آیا۔ اور ساتھ ہی اس کے انہوں نے کلمہ طیبہ اور بعض دیگر اسلامی شعار کا مضحکہ اڑا کر ان کے دلوں میں شکوک ڈالدیئے۔ اوندھی میں میں نے ان لوگوں کے کرتا دھرتا مسمی گروٹ سنگھ سے ملکر گفتگو کی تو ان تمام باتوں کی تصدیق ہوگئی لیکن اس نے صاف لفظوں میں کہدیا کہ ہم ان وجوہات سے بیزار ہوئے ہیں۔ مگر ساتھ ہی اس کے اس نے یہ بھی مجھے کہا کہ ابھی ہمارا کوئی ارادہ آریہ وغیرہ ہونے کا نہیں۔ ہاں سناتنی ہندو۔ آریہ اور جین سب ہی ہمیں اپنے اپنے ساتھ ملانے کے لئے کوشاں ہیں۔ اعتراضات کے سلسلہ میں انہوں نے دو تین اعتراضات بھی اسلام پر کئے۔ کہ محمد رسول اللہ جو پڑھا جاتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ خدا کہیں بیٹھا ہوا ہے یا اس کی کہیں کچہری لگی ہوئی ہے۔ کہ جہاں سے اس نے محمد کو چپڑاسی بنا کر بھیجا ہے۔ دوسرا اعتراض یہ تھا کہ عبدہ و رسولہ میں خصوصیت سے محمد کو عبد کیوں کہا گیا کیا باقی دنیا میں کوئی خدا کا بندہ ہی نہیں اور اسی قسم کے معمولی اعتراضات اس نے کئے۔ کہ جن کے تسلی بخش جوابات مل جانے پر اس نے یہ کہا کہ آپ عالم آدمی ہیں میں آپ سے گفتگو نہیں کر سکتا۔ میں نے کہا کہ تم کسی عالم کو بلا لو تو اس نے کہا کہ میں یہ بھی نہیں چاہتا۔ میرا مقصد یہ نہیں کہ میں ضرور ہندو ہی بنوں میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ ہم جو کچھ بھی بنیں پکے بنیں۔ میں نے کہا یہ بہت اچھا خیال ہے۔ مگر عقلمند کو یہی چاہیئے کہ وہ کوئی معقول مذہب اختیار کرے۔ خیر قریباً دو گھنٹہ تک اس کے ساتھ مختلف ٹاپکس پر گفتگو ہوتی رہی۔ جس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ وہ کوئی حق طلب شخص نہیں۔ بلکہ کسی طمع لالچ کا شکار ہے۔ اس گاؤں کے سمجھدار لوگ متھرا کسی مقدمہ کی تاریخ پر گئے ہوئے تھے میں دو دن تک ان کے انتظار میں وہاں ٹھہرا۔ اس کے بعد قریب کے ایک گاؤں دیپا چلا گیا۔ وہاں آگرہ صدر رینے ایک رئیس کا لڑکا مجھے مل گیا۔ اس سے یہ معلوم ہوا۔ کہ وہ خود بھی چونکہ ملکانہ ہے۔ اس لئے وہ ان حالات سے غافل نہیں۔ اور انہوں نے اتوار کو بریلی وغیرہ کے علماء کو بلایا ہے۔ کہ وہ مشورہ کرکے اتفاق سے طریق پر کام کو شروع کریں۔ یہ سنکر میں سیدھا وہاں سے آگرہ آ پہنچا کہ میں بھی اس میں شامل ہو کر اپنے تجربات سے ان لوگوں کو آگاہ کروں۔ مگر آگرہ میں الٹی وقت میں ایسا کہ آ پہنچا کہ سب علماء اور لوگوں کو میرا سخت انتظار تھا۔ اور مجھ کو خود اس کی خبر تک نہ تھی۔ کہ سامان کیا ہے۔ مولوی سعید احمد صاحب منیجر انجمن تحفظ۔ آگرہ نے میری ساندھن سے غیر حاضری میں مجھکو آگرہ بلا بھیجا تھا۔ مگر مجھکو وہاں نہ پاکر بہت سے مولوی لوگ مضطرب تھے۔ کیونکہ آگرہ میں آریہ سماج کا سالانہ جلسہ شروع ہو چکا تھا۔ اور آریوں نے اعلان کیا تھا کہ وہ آگرہ سے ایک میل کے فاصلہ پر اپنے ملازمین ملکانوں کو جمع کرکے کچھ کرنے والے ہیں۔ دوسرے مولوی لوگ یعنی انجمن ہدایت الاسلام اور مدرسہ الہیات کے مبلغ اور علماء بریلی سب ہی موجود تھے۔ مگر مناظرہ کرنے کی اہلیت کسی میں نہ تھی۔ خیر۔ مجھے دور سے آتے ہوئے دیکھکر مولوی فیروز الدین صاحب نے ان کو بتلایا کہ لو مولوی عبد الحق صاحب آگئے۔ یہ دیکھ کر وہ سب بہت خوش ہوئے۔ اور بڑے تپاک سے مصافحہ کیا مگر آریوں نے کچھ دنوں سے یہ وطیرہ اختیار کر رکھا ہے۔ کہ اعلان کسی جگہ کا کرتے ہیں اور پہنچ کسی دوسری جگہ جاتے ہیں۔

کل دن بھر انتظار کیا گیا۔ مگر آریہ کوئی نہیں آئے۔ بہت سے مسلمانوں کو جمع دیکھکر اس سے بھی فائدہ اٹھا کر وعظ وغیرہ کی رائے قرار پائی چنانچہ سب سے پہلے مجھے ہی کھڑا کیا گیا۔ میں نے ہندو مذہب کی کتابوں اور اس کے اصولوں پر ایک مختصری تقریر کی۔ ابتداء میں اگرچہ مجھے صرف پندرہ منٹ دئے گئے تھے مگر جب میں آدھ گھنٹہ تقریر کرتے ہوئے جو گیا تو میں نے مولوی صاحبان کی طرف منہ کر دیکھا تو انہوں نے کہا کہ بس صاحب یہ آپ ہی کا حق ہے آپ جسقدر چاہیں بیان کرتے چلے جائیں ہمیں تو اسی کی ضرورت ہے بہرحال میں نے دوسرے مولویوں کو کہا کہ آپ لوگ بھی بیان کریں مگر انہوں نے یہی کہا کہ آپ اپنے مضمون کو اور بیان کریں اس کے بعد میں نے کچھ تھوڑا سا اور بیان کیا درمیان میں ایک مسئلہ شرب خمر کے ساتھ ملکر کھانا کا پیچ کا مسئلہ پوچھا کہ جس کا جواب دینے کی جامع مسجد آگرہ کے مفتی صاحب نے خواہش کی اور وقت ان کو دے دیا گیا۔ میری تقریر کا اثر لوگوں پر اچھا ہوا اور اب یہ تجویز ہوئی ہے کہ میرا ایک مفصل لکچر اسلام اور دیگر مذاہب پر جمعہ کے روز جامع مسجد میں ہو کہ جہاں مسلم سکولوں کے طلباء اور دیگر معززین شامل ہوں اللہ مجھے توفیق دے کہ میں اسلام کی خدمت کر سکوں آپ بھی میرے لئے دعا کریں۔ دوسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں یہ ہے۔ کہ مقامی امداد کے متعلق جو کچھ آپ نے لکھا ہے میں اس سے غافل نہیں یہاں چونکہ لوگ ہمیں جانتے نہیں تھے بلکہ صرف تھوڑی جماعت کے یہاں ہونے کی وجہ سے اکثر لوگ متنفر تھے اور ویسے بھی ہم جب تک کام کرکے نہ دکھلائیں لوگ عام مولویوں اور ہم میں کچھ فرق نہیں سمجھ سکتے اس لئے میں نے سب سے پہلے کام کی جگہ پر کام شروع کر دیا کیونکہ اگر ہم آگرہ میں لکچر بازی اور مناظرہ پہلے ہی شروع کر دیتے تو دیہات کا بہت ہی حصہ نکل چکا ہوتا۔ اب وقت آگیا ہے کہ شہر میں لکچر کے بعد اس بارہ میں کوشش کی جائے کیونکہ اس وقت سے پہلے مدرسہ الہیات کانپور۔ بریلی ہدایت اور اسلام اور انجمن دعوت و تبلیغ لاہور کے مبلغ بھی یہاں موجود تھے اور ان میں سے بعض میں اپنے ذرا ذرا سے کام کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنے کی عادت ہے اس لئے ہماری کوئی خصوصیت یہاں نہ سمجھی جاتی تھی ہم ایک مقابلہ کی جگہ پر ہیں اور اس میں آگے بڑھکر ہمیں بتانا ہے اگر ہم ان سے زیادہ کام کرکے نہ دکھائینگے تو لوگ جو ہم سے پہلے ہی بدظن ہیں ہماری کوئی خاص اہمیت نہیں سمجھینگے ایک دو مولوی صاحب تو ایسے بھی آئے کہ جن کا عزم مبارک یہ تھا کہ وہ ہمیں ہمارے مرکز سے بھی نکال دیں انہیں لوگوں کا ہندو ہو جانا منظور مگر ہماری وہاں اسلام کی حمایت نامنظور مگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہر مخالفین اور نفرت بہت جلد کافور ہو جائیگی۔

ضلع اٹاوہ اور کانپور بھی بلاشبہ دیکھ بھال کے قابل ہیں اٹاوہ خصوصیت سے آریوں کا شکار سمجھا گیا ہے میں انشاء اللہ تعالیٰ وہاں کا دورہ کرونگا۔ فیروز الدین صاحب کو مرکز کے دورہ کے لئے چھوڑ کر میں ادھر کا رخ کرونگا۔ مختلف دیہات کے لوگوں کے نام اور تجربے کا مقام وغیرہ بھی میں نوٹ کرتا جاؤنگا تاکہ دوبارہ ہمیں خط و کتابت اور انتظام میں وقت نہ ہو میں ایک کمزور سا آدمی ہوں مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے محنت برداشت کرنے والا جسم دیا ہے میں اب اپنا بستر اور کتابوں کا بھاری بستہ اٹھا کر میلوں پیدل سفر کرتا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے اور بھی توفیق دے۔ مختلف انجمنوں کے مبلغین کی یہاں آگرہ میں بہت ایذ فیس ہے۔ مگر مولوی ریلوے سٹیشن کو بہت کم چھوڑتے ہیں۔ ان انجمنوں میں سے بعض نے چونکہ مواضعات میں اپنے مدرسہ کھولنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ اس لئے دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے حصہ میں کونسا علاقہ پڑتا ہے۔ ویسے میں تو اپنے لئے کسی علاقہ کو مخصوص بنا کر ضروری نہیں سمجھتا اس لئے کہ ان انجمنوں کی تگ و دو چند روزہ ہی ہے۔ اور ان کے مدرسہ بھی پندرہ پندرہ سال سے کچھ نہیں بنا سکے ہدایت اور اسلام کے دو سکول پندرہ پندرہ سال سے دو گاؤں میں چل رہے مگر نہ تو انہوں نے کچھ کام کیا اور نہ انجمن کے منتظمین نے ہی کچھ خبر لی۔ اسی طرح یہ فوری جوش بھی چند دنوں تک رہیگا اور جو مولوی ہو کر آئیں گے وہ نہ تو اچھا نمونہ ہی لوگوں کو دکھا سکیں گے۔ اور نہ ہی ان کو آریوں سے گفتگو کرنے کی اہلیت ہوگی اور نہ وہ اسلام کو معقول صورت میں پیش کر سکیں گے۔ اس لئے ہمیں اتنے بڑے کام سے نفرت نہیں کرنی چاہیئے۔ اور ایک دفعہ سارے علاقہ کی سروے ضرور کر لینی چاہیئے۔ اس کے بعد باقاعدہ کام شروع ہو جانا چاہیئے۔ یہی انجمنوں کے مبلغین انشاء اللہ تعالیٰ احمدی ہو سکیں گے۔ کیونکہ ان پر ہمارا اثر ہوتا جاتا ہے۔

افسوس ہے۔ کہ اس تگ و دو میں پڑھنے اور لکھنے کا کام مجھ سے چھوٹ گیا ہے۔ دن کو سفر اور رات کو وعظ کیونکہ دیہاتی عموماً رات ہی کو جمع ہوتے ہیں۔ اور پھر لوگوں سے ملکر حالات کو معلوم کرنا اور فرداً فرداً لوگوں کو سمجھانا۔ کھانے پینے کا کوئی انتظام آگے ہوتا نہیں۔ اور خود ہی کرنا ہوتا ہے۔ کئی جگہ تھک ٹوٹ کر جنگل میں بیٹھ جاتا ہوں۔ اور مسلمانوں کی حالت کو روتا رہتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ آپ لوگ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس جہاد فی سبیل اللہ میں کامیاب کرے کہ مریضوں کی یہ حالت اور نااہل طبیبوں کی وہ حالت اور قابل اظہار سے لوگوں کی یہ جرأت اللہ تعالیٰ ہی کو توفیق ہے کہ وہ مسلمانوں کو صحت و سلامتی کے دن دکھائے۔